فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا قرآن میں مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے؟

(جواب): قرآن مجید میں کہیں بھی مقتدی کو سورت فاتحہ کی قراءت سے منع نہیں کیا گیا، جو لوگ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں، وہ سورت اعراف کی آیت (۲۰۴) پیش کرتے ہیں، اس استدلال پر مختصر اور تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الأعراف : ٢٠٤)

''جب قرآن کی تلاوت کی جائے، تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، تا کہ تم پر رحمت ہو۔''

اس آیت سے فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز پر استدلال درست نہیں؛

① خیر القرون میں کسی نے اس آیت سے مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے منع نہیں کیا۔

② یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی، اس کے باوجود آپ ﷺ نے مقتدی کو جہری نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے، کبھی منع نہیں کیا۔

③ آیت کریمہ عام ہے۔ قرآن کے عمومی حکم سے حدیث استثنیٰ کر سکتی ہے۔ مقتدی کے لیے مطلقاً قراءت کرنا منع ہے، لیکن فاتحہ کو حدیث نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

سوال: کیا امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے بارے میں کوئی وعید آئی ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی وعید ثابت نہیں، جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں، سب کی سب ضعیف وغیر ثابت ہیں، ملاحظہ ہو۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِيءَ فُوهُ تُرَابًا .

''کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں مٹی دی جائے۔''

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 1310)

اس اثر کی سند ضعیف ہے۔

① ابو اسحاق سبیعی مدلس اور مختلط ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔

② حدیج بن معاویہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے، نیز اس کا ابو اسحاق سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہیں۔

❁ اس اثر کی ایک اور سند بھی ہے۔

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 1311)

یہ سند بھی ضعیف ہے۔ اس میں ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

اگر اس اثر کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس میں مقتدی کو سورت فاتحہ سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ قرأت سے روکا گیا ہے۔ قرأت سے مراد جہری نمازوں میں فاتحہ کے مابعد قرأت ہے۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَيْتَ فِي فَمِ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ حَجَرًا .

''کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں پتھر دیا جائے۔''

(مؤطأ الإمام محمد، ص 98)

سند جھوٹی ہے۔

① صاحب کتاب محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

② محمد بن عجلان صغار تابعین میں سے ہیں، ان کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے۔

③ اس میں فاتحہ کا ذکر نہیں۔ قرأت کا ذکر ہے، اس سے جہری نمازوں میں فاتحہ کے مابعد قرأت مراد ہو سکتی ہے۔

④ یزید بن شریک تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: آپ قرأت کیجئے، میں نے عرض کیا: اگرچہ میں آپ کے پیچھے (مقتدی) ہوں؟ فرمایا: جی ہاں، اگرچہ آپ میری اقتدا میں ہوں اور میں قرأت کر رہا ہوں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 3748، شرح مَعاني الآثار: 218/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيه جَمْرَةٌ .

''کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں انگارا دیا جائے۔''

(مؤطأ الإمام محمد، ص 98)

سند جھوٹی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے مرسل اور ضعیف قرار دیا ہے۔

(جزء القراء ة خلف الإمام، ص 13)

① صاحب کتاب محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

② بعض ولد سعد مبہم ونا معلوم ہے۔

③ اس میں فاتحہ کا ذکر نہیں۔

فائدہ: اس بارے میں مرفوع حدیث بے اصل ہے۔

(التّعليق المُمَجَّد لعبد الحي الحنفي، ص 101)

❀ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ لَمْ يَرِدْ فِي حَدِيثٍ مَّرْفُوعٍ صَحِيحٍ النَّهْيُ عَنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، وَكُلُّ مَا ذَكَرُوهُ مَرْفُوعًا فِيهِ، إِمَّا لَا أَصْلَ لَهٗ، وَإِمَّا لَا يَصِحُّ .

''کسی صحیح مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی، اس سلسلہ میں جتنی بھی مرفوع روایات فقہا نے ذکر کی ہیں، وہ یا تو بے اصل ہیں یا غیر ثابت۔''

(التّعليق المُمَجَّد، ص 101، حاشية :1)

(سوال): حدیث: ''جب امام قرأت کرے، تو آپ خاموش رہیں۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا . ''جب امام قرأت کرے، تو آپ خاموش رہیں۔''

(صحيح مسلم معلقًا، تحت الحديث : 404)

صحیح مسلم میں یہ روایت معلق ہے، یعنی اس کی مکمل سند ذکر نہیں، یوں یہ صحیح مسلم کے اصول سے خارج ہے، نیز روایت کے مذکورہ الفاظ غیر محفوظ ہیں، راوی کا وہم وتخلیط ہیں۔

علل حدیث کے کبار ائمہ ان الفاظ کو خطا قرار دیتے ہیں۔ بشرطِ صحت ان الفاظ کو فاتحہ کے بعد والی قرأت پر محمول کیا جائے گا۔

سوال: روایت: ''جس کا امام ہو، تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔'' کی تحقیق درکار ہے؟

جواب: روایت: مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَ ةٌ (جو امام کی اقتدا میں ہو، تو امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔) کی کئی سندیں ہیں، سب کی سب ضعیف ہیں۔

① امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ وَغَيْرِهِمْ لِإِرْسَالِهٖ وَانْقِطَاعِهٖ .

''یہ حدیث حجاز اور عراق وغیرہ کے اہل علم کے ہاں ثابت نہیں، کیونکہ یہ مرسل اور منقطع روایت ہے۔''

(جزء القراءة، ص 8)

② علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) نے اس روایت کو ''ساقط'' قرار دیا ہے۔

(المحلّٰى بالآثار: 273/2)

③ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ ...... وَلِهٰذَا الْحَدِيثِ طُرُقٌ ...... لَيْسَ فِيهَا مَا يَثْبُتُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔ ......اس کی کئی سندیں ہیں۔......ان میں کوئی بھی ثابت نہیں۔'' (العِلَل المُتناهية: 431/1)

④ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :377/1)

⑤ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْحُفَّاظِ .

''یہ حدیث محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔''

(فتح الباري : 242/2)

❀ نیز فرماتے ہیں:

لَهٗ طُرُقٌ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَكُلُّهَا مَعْلُولَةٌ .

''اس حدیث کی کئی سندیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، ساری کی ساری معلول (ضعیف) ہیں۔''

(التّلخيص الحَبير :569/1)

⑥ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (٧٩٢ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ طُرُقٍ، كُلُّهَا ضِعَافٌ .

''اس حدیث کی کئی سندیں ہیں، سب ضعیف ہیں۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 592/2)

⑦ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (٧٤٨ھ) لکھتے ہیں:

اَلْجَمِيعُ مِنَ الدَّارَقُطَنِيِّ وَاهِيَةٌ .

''امام دارقطنی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔''

(تَنقيح التّحقيق :155/1)

⑧ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(إعلام المؤقعين : 235/2)

⑨ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ طُرُقٍ، وَلَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِّنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(تفسير ابن كثير :109/1، ت سلامة)

⑩ علامہ مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ ضَعِيفٌ مِنْ سَائِرِ طُرُقِهٖ .

''یہ حدیث تمام سندوں سے ضعیف ہے۔''

(فيض القدير : 208/6)

⑪ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه :278/1)

⑫ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) نے اس روایت کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التنوير شرح الجامع الصّغير : 370/10)

سوال: عدم رفع الیدین کے متعلق سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ابی داود (۷۴۸)، سنن نسائی (۱۰۵۸) اور سنن ترمذی (۲۵۷) وغیرہم میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے، سفیان ثوری بالاجماع ''مدلس'' ہیں،

سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

② یہ ''ضعیف'' روایت عام ہے، جبکہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے متعلق احادیث خاص ہیں، خاص کو عام پر مقدم کیا جاتا ہے، حدیث ابن مسعود نے پہلی رفع الیدین کے علاوہ ساری نماز کو رفع الیدین سے خالی کر دیا، بخاری ومسلم وغیرہما کی متواتر احادیث نے رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا اثبات کیا ہے۔ صحیح احادیث میں جن مقامات پر اثبات ہے، وہاں اثبات اور باقی مقامات پر نفی ہوگی۔ لہٰذا یہ حدیث عدم رفع الیدین پر دلیل نہیں بن سکتی۔

③ مانعینِ رفع الیدین خود وتروں اور عیدین میں پہلی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین کر کے یہ ثبوت فراہم کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اہل فن کی نظر میں:

① **عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

لَمْ يَثْبُتْ عِنْدِي حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ .

''میرے نزدیک حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت نہیں۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ٢٥٦، سنن الدّارقُطني : ٣٩٣/١، السّنن الكبرٰى للبيهقي : ٧٩/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

② **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔**

(التّمهيد لابن عبد البرّ : ٢١٩/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

③ **امام ابوداود رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:**

لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ .

''یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں۔''

④ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَطَأٌ . ''یہ غلطی ہے۔''(العِلَل : ٩٦/١)

⑤ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ قَوْلُ مَنْ قَالَ : ثُمَّ لَمْ يَعُدْ مَحْفُوظًا .

''جس نے دوبارہ رفع الیدین نہ کرنے کے الفاظ کہے، اس کی روایت محفوظ نہیں۔''

(العِلَل : ١٧٣/٥)

⑥ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ فِي الْحَقِيقَةِ أَضْعَفُ شَيْءٍ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ، لِأَنَّ لَهُ عِلَلًا تُبْطِلُهُ .

''درحقیقت یہ ضعیف ترین روایت ہے، بعض اس پر اعتماد کرتے ہیں، حالانکہ اس میں کئی علتیں ہیں، جو اسے باطل قرار دیتی ہیں۔''

(التّلخيص الحبير لابن حجر : ٢٢٢/١)

⑦ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ حدیث براء بن عازب اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَانِ حَدِيثَانِ مَعْلُولَانِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ .

''یہ دونوں احادیث محدثین کے نزدیک معلول (ضعیف) ہیں۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : ٢١٥/٩)

⑧ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المُغني : ٣٥٨/١)

تنبیہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ امام رحمہ اللہ کی مراد اس سے اصطلاحی ''حسن'' نہیں، بلکہ ایسی ضعیف حدیث جس کی ایک ہی سند ہو، اسے بھی حسن کہہ دیتے ہیں، یہ امام رحمہ اللہ کا خاص صنیع ہے، جو کہ اسی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

۞ علمائے احناف لکھتے ہیں:

''ابن دحیہ نے اپنی کتاب ''العلم المشہور'' میں کہا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں کتنی ہی موضوع (من گھڑت) اور ''ضعیف'' سندوں والی احادیث کو ''حسن'' کہہ دیا ہے۔''

(نصب الرّاية للزّيلعي : ۲۱۷/۲، البِناية للعيني : ۸٦۹/۲، مقالات الکوثری: ۳۱۱، صفائح اللجین از احمد رضا خان بریلوی: ۲۹)

سوال: بعض لوگ آہستہ آمین پر آیت: ﴿اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ ''اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ سے پکارو۔'' کو دلیل بناتے ہیں، یہ استدلال کہاں تک درست ہے؟

جواب: یہ استدلال غیر درست ہے۔ یہ آیت عام ہے، جس میں دعا کے آداب بیان ہوئے ہیں کہ عاجزی و درماندگی کے ساتھ مانگی جائے اور آہستہ آواز میں مانگی جائے۔ اگرچہ سورت فاتحہ اور آمین بھی دعا ہے، مگر

① آمین اونچی کہنے پر احادیث میں دلیل قائم ہو چکی ہے، آمین بالجہر پر دلائل خاص ہیں اور مذکورہ آیت عام ہے۔ خاص کو عام پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

② یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اونچی آمین کہا کرتے تھے، صحابہ کرام بھی اونچی آمین کہتے تھے، جیسا کہ دلائل سے ثابت ہے، اگر

یہ آیت آہستہ آمین پر دلیل ہوتی، تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ اونچی آمین نہ کہتے۔

③ کسی ثقہ امام یا محدث نے مذکورہ آیت کو آہستہ آمین پر دلیل نہیں بنایا۔

سوال: روایت: امام تعوذ، تسمیہ اور آمین کو آہستہ کہے۔'' کی تحقیق درکار ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

يُخْفِي الْإِمَامُ ثَلَاثًا، التَّعَوُّذَ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَآمِينَ .

''امام تین چیزیں آہستہ آواز سے کہے گا، تعوذ، بسم اللہ اور آمین۔''

(المحلّٰى بالآثار لابن حزم : ٢٨٠/٢، مسئله نمبر : ٣٦٣)

سند ''ضعیف'' ہے۔ ابوحمزہ اعور قصاب کے بارے میں علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضُعْفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔''

(عمدة القاري : ٢٣٧/٨)

✿ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ وَّذَاهِبُ الْحَدِيثِ .

''حدیث میں ضعیف ہے۔''

(العلل الكبير للترمذي : ٣٢٢)

اسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ضعیف الحدیث کہا ہے۔

(العلل و معرفة الرجال : ٤٥٢٨)

اس پر امام ترمذی، حافظ عقیلی، امام ابو حاتم، امام ابن حبان رحمہم اللہ سمیت کئی اہل علم کی جروح ہیں۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''خاص ابراہیم سے اس کی راویت کی متابعت تو ناممکن ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : ١٥٦/٨)

یہ روایت بھی ابراہیم نخعی سے ہے۔ابراہیم اس روایت میں مدلس ہیں۔

تنبیہ:

ابو معمر (البنایہ فی شرح الہدایہ للعینی : ٢٢٦/٢) اور عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ (المحلی بالا ثار لابن حزم:٢٨٠/٢،مسئلہ:٣٦٣) میں ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ : يُخْفِي الْإِمَامُ أَرْبَعًا، التَّعَوُّذُ، وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ، وَآمِينَ ، وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، امام تعوذ، بسم اللہ، آمین اور ربنا ولک الحمد، ان چاروں کو آہستہ پڑھے گا۔''

یہ بے سند قول ہے، لہٰذا قابل التفات نہیں۔

(سوال): جلسہ استراحت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): دو سجدوں کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اُٹھنے سے پہلے کچھ بیٹھنا، جلسہ استراحت کہلاتا ہے۔ جلسہ استراحت سنت ہے۔

① سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا .

''میں نے نبی کریم ﷺ کونماز پڑھتے دیکھا،آپ طاق رکعت میں ہوتے ،تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے ، جب تک سیدھے ہوکر بیٹھ نہ جاتے ۔''

(صحيح البخاري : ٨٢٣)

② نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے شخص کو، جونماز صحیح طرح نہیں پڑھ رہا تھا،نماز کا طریقہ بتلایااوراسے فرمایا:

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا .

''پھر(دوسرے سجدے سے)سراٹھائیں،اوراطمنان سے بیٹھ جائیں۔''

(صحيح البخاري : ٦٢٥١)

تنبیہ: صحیح بخاری(٦٦٦٧) میں ہے:

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا .

''پھرسراٹھائیں،اورکھڑےہوجائیں۔''

ان الفاظ کی وضاحت اوپر والے الفاظ سے ہو جاتی ہے۔ان سے جلسہ استراحت کی نفی نہیں ہورہی ، بلکہ جلسہ استراحت کے بعدوالے عمل کا بیان ہے۔

③ ابوقلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں تشریف لائے اورہمیں اس مسجد میں نماز پڑھائی۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز پڑھانے کاارادہ نہیں ہے، بلکہ صرف دکھانا چاہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ نماز کیا تھا؟ ایوب سختیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں : میں نے اپنے استاذ ابو قلابہ رحمہ اللہ سے پوچھا : نبی کریم ﷺ کی نماز کیسی تھی؟ فرمایا: ہمارے اس شیخ یعنی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی

طرح۔ ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ شیخ تکبیر کو مکمل کہا کرتے تھے اور
جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے، تو بیٹھ جاتے اور زمین پر ٹیک لگاتے،
پھر کھڑے ہو جاتے۔''

(صحيح البخاري : ٨٢٤)

(سوال): سلام کے بعد اگر امام دعا کرا رہا ہو، تو کیا مقتدیوں کا اس میں شریک ہونا ضروری ہے؟

(جواب): دعا میں شامل ہونا بہتر ہے، ضروری نہیں۔

(سوال): اگر کوئی شخص التحیات میں دائیں ہاتھ کی انگلی نہ اٹھا سکتا ہو، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر کوئی شخص التحیات میں دائیں ہاتھ کی انگلی نہ اٹھا سکتا ہو، تو کوئی حرج نہیں، بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھانے کی ضرورت نہیں۔

(سوال): کیا امام اونچی آواز سے دعا مانگ سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں، امام اونچی آواز سے دعا مانگ سکتا ہے، مقتدی امام کی دعا پر آمین کہیں گے۔ اس پر سورت یونس کی آیت (۸۹) سے استدلال لیا گیا ہے۔

(سوال): اگر مقتدی سلام پھیرتے وقت امام سے پہلے منہ پھیر دے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے، امام کی اقتدا چاہیے، البتہ اس صورت میں نماز ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(سوال): بعض کہتے ہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے صرف ان نمازوں میں بیٹھے گا، جن کے بعد کوئی سنتیں نہ ہوں اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، ان سے سلام پھیرنے کے بعد امام رو بہ قبلہ ہو کر ہی بیٹھے گا، کیا یہ تقسیم درست ہے؟

(جواب): حدیث میں عام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد صحابہ کی طرف چہرہ

انور کر کے بیٹھتے تھے۔ (بخاری: ۸۰۱، مسلم: ۲:۵۷) سنتوں اور غیر سنتوں والی نمازوں کی تقسیم بلا دلیل ہے۔

سوال: کیا نماز سے سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا چاہیے یا ''برکاتہ'' کے الفاظ بھی ثابت ہیں؟

جواب: نماز سے سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا چاہیے، البتہ اگر کوئی ''وبرکاتہ'' کے الفاظ بھی کہہ دے، تو کوئی حرج نہیں، یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ (سنن ابی داود: ۹۹۷، وسندہ حسن)

سوال: کیا نماز میں ثناء، درود، دعائے قنوت وغیرہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے؟

جواب: نہیں کہنی چاہیے۔

سوال: فرض نماز کے بعد دعا لمبی ہونی چاہیے یا مختصر؟

جواب: اگر اجتماعی ہے، تو مختصر ہونی چاہیے، انفرادی ہو، تو جو جتنی لمبی مانگنا چاہتا ہے، مانگ سکتا ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرض نماز اور سنت کے درمیان ''اللھم انت السلام ......'' کی مقدار سے زیادہ نہیں بیٹھنا چاہیے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: یہ بات درست نہیں، اس کا مطلب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام رو بہ قبلہ اتنا وقت بیٹھے گا کہ اللھم انت السلام والی دعا پڑھ لے، بعد میں مقتدیوں کی طرف منہ پھیر لے گا۔

سوال: رکوع میں اپنے ٹخنوں کو باہم ملا لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، قیام اور رکوع میں دوسروں کے پاؤں سے پاؤں اور ٹخنوں سے

ٹخنے ملانا سنت ہے۔

(سوال): نماز کی تکبیرات میں ''اللہ اکبر'' کے بجائے صرف ''اللہ'' کہنا کیسا ہے؟

(جواب): ناجائز اور خلاف سنت ہے۔

(سوال): تشہد میں انگلیوں کا حلقہ کب بنانا چاہیے اور کب چھوڑنا چاہیے؟

(جواب): تشہد میں انگلیوں کا حلقہ التحیات کے شروع سے سلام تک رکھنا چاہیے۔

(سوال): کیا صف بندی میں ٹخنے سے ٹخنا ملانا سنت ہے؟

(جواب): جی ہاں، صف میں جیسے ساتھی کے پاؤں سے پاؤں ملانا سنت ہے، اسی طرح ٹخنے سے ٹخنا ملانا بھی سنت ہے۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ انور ہماری طرف پھیرا اور فرمایا: صفیں قائم کیجئے! تین مرتبہ یہی بات دہرائی، پھر فرمایا: صفوں کو قائم کرلیں، وگرنہ اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس کے بعد ایک شخص دوسرے ساتھی کے کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنا چپکا لیتا تھا۔''

(مسند الإمام أحمد: 276/4؛ سنن أبي داوٗد: 662؛ وسندہٗ صحیحٌ)

(سوال): کیا جلسہ استراحت والی حدیث حالت عذر یا بڑھاپے پر محمول ہے؟

(جواب): بعض لوگ جلسہ استراحت والی حدیث کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلسہ استراحت اس وقت کیا، جب آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ یہ مفہوم صحابہ اور اہل علم کے فہم کے خلاف ہے۔

علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ مَحْمُولٌ عَلٰى حَالَةِ الْكِبَرِ.

''جلسہ استراحت کے ثبوت میں مروی روایات بڑھاپے پر محمول ہیں۔''

(الهداية : ۱/۱۱۰)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''یہ کہنا کہ (حدیث مالک بن حویرث) بڑھاپے پر محمول ہے، محتاج دلیل تاویل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے فرمایا تھا: 'میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا' کوئی استثنائی بات نہیں کی، لہٰذا حدیث اس فعل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر واضح دلیل ہے۔''

(الدّراية : ۱/۱۱۰)

❀ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (۹۷۰) لکھتے ہیں:

''رہی صحیح بخاری کی وہ روایت کہ جس میں ہے: 'سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب طاق رکعت میں ہوتے، تو (دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر) جب تک سیدھا نہ بیٹھ جاتے، کھڑے نہ ہوتے۔' یہ بڑھاپے پر محمول ہے، جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اس کا رد یہ ہے کہ اسے بڑھاپے پر محمول کرنے کی کیا دلیل ہے؟ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے فرمایا تھا: 'میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا' کوئی استثنا نہیں فرمائی۔ یوں یہ حدیث امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل بنتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اسے جواز پر محمول کیا جائے۔ واللہ اعلم شاید اسی لیے

’فتاویٰ ظہیریہ‘ میں ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا: اختلاف افضلیت میں ہے، لہٰذا مذہب شافعی کی طرح اگر کوئی ایسے کر بھی لیتا ہے، تو حرج نہیں۔‘‘

(البحر الرائق بشرح كنز الدّقائق : ٣٤٠/١)

❁ شارح ہدایہ، علامہ عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

’’یہ تاویل قبول نہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی عمر (تقریباً) تریسٹھ سال ہے اور اس عمر میں بیماری یا زخم وغیرہ کا عارضہ لاحق نہ ہو، تو کوئی بھی سیدھا اٹھنے سے قاصر نہیں رہتا۔‘‘

(البِناية شرح الهداية : ٢٥٢/٢)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

’’علامہ طحاوی رحمہ اللہ کا یہ جواب دینا کہ یہ عذر کی بنا پر تھا، میرے نزدیک درست نہیں ہے۔‘‘(فيض الباري : ٢٦٤/٢)

سوال: حدیث ابی ہریرہ: ’’نبی کریم ﷺ نماز میں پنجوں کے بل اٹھتے تھے۔‘‘ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى صُدُورِ قَدَمَيْهِ .

’’نبی کریم ﷺ نماز میں پنجوں کے بل اٹھتے تھے۔‘‘

(سنن التّرمذي : 288)

سند ’’ضعیف‘‘ ہے۔

① خالد بن ایاس جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

۞ امام ترمذی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الحَدِيثِ .

''محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

② صالح مولی التوأمہ ''مختلط'' ہیں۔ خالد ان میں سے نہیں، جنہوں نے آپ سے قبل از اختلاط سماع کیا ہے۔

(سوال): نماز سے سلام پھیرتے وقت صرف منہ پھیرنا چاہیے یا سینہ بھی؟

(جواب): صرف چہرہ پھیرنا چاہیے۔

(سوال): سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے؟

(جواب): سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا بالاجماع سنت ہے، اگر کوئی نہ ملائے، تو نماز ہو جائے گی، اعادہ نہیں۔

(سوال): کیا نماز کے بعد جب تک امام مصلیٰ پر بیٹھا رہے، مقتدی بھی بیٹھیں گے؟

(جواب): نہیں، مقتدی جا سکتے ہیں۔

(سوال): اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے، تو نگاہ کہاں رکھے؟

(جواب): بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص تشہد کے علاوہ ہر رکن میں نگاہ سجدے والی جگہ پر رکھے، مگر تشہد میں شہادت والی انگلی پر رکھے۔

(سوال): کیا فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کوئی دعا پڑھنا مسنون ہے؟

(جواب): فرض نماز کے بعد بہت سے مسنون اذکار موجود ہیں، مگر کسی ذکر کے وقت سر پر ہاتھ رکھنا مسنون نہیں۔

سوال: کیا فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر ''بسم اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم ......'' پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اپنا دایاں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر یہ دعا پڑھتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ، أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ .

''اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو رحمٰن و رحیم ہے۔اے اللہ! میرے سارے دکھ درد دُور فرما دے۔''

(عمل اليوم والليلة لابن السنّي : 113، حلية الأولياء لأبي نعيم الأصفهاني : 301/2)

یہ جھوٹی سند ہے۔

① سلام طویل ''متروک'' ہے۔

(تقريب التهذيب لابن حجر: 2702)

② زید عمی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''یہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(نتائج الأفكار : 253)

❁ اس کی ایک اور سند بھی ہے۔

(المعجم الأوسط للطبراني :3178، الدعاء للطبراني :658، الكامل لابن عدي : 2084-2085/6، تاريخ بغداد للخطيب : 480/12)

اس میں کثیر بن سُلَیم ،ابوسلمہ، مدینی سخت ''ضعیف'' ہے۔

❀ اس سے ملتی جلتی ایک روایت تاریخ اسلم واسطی (161 ص) میں یوں آتی ہے:

جب نبی کریم ﷺ نماز سے سلام پھیرتے ،تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر یوں دعا فرماتے تھے :بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، اللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ .

''اس اللہ کے نام کے ساتھ، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو غیب و حاضر کو جاننے والا اور رحمٰن ورحیم ہے۔ اللہ! غم اور پریشانی کو مجھ سے دُور فرما دے۔''

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① عنبسہ بن عبد الواسطی کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔

② عمرو بن قیس تابعی ہیں اور وہ بلا واسطہ نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

اس روایت جیسی ایک اور روایت امام ابونعیم اصبہانی کی اخبار اصفہان (104/2) میں بھی آتی ہے۔ اس کی سند بھی موضوع (من گھڑت) ہے۔

① داؤد بن محبر ''متروک وکذاب'' ہے۔

② عباس بن رزین السلمی کا بھی کوئی اتا پتا نہیں۔

ثابت ہوا کہ اس حدیث کی تمام سندیں سخت ''ضعیف'' ہیں۔